

6. 6 9 0 h B











اگائی—VII

باب1 ترجیح کاعمل مصفح شرتعارف باب2 مطالعه، تجزیداورترسیل 2.1 مطالعه 2.2 تجزید



کوئی بھی ترجہ محض ترجہ نہیں ہوتا، وہ تخلیقی جو ہر سے آراستہ ہوتا ہے۔

''تخلیقی جو ہر' کے پہلے جے میں ترجے کےفن، اہمیت، دائرہ کار، مترجم

کے فرائض، ترجے کی اقسام اور طریقۂ کار سے متعلق اہم بنیادی نکات

واضح کیے جا چکے ہیں۔ کتاب کے دوسرے جے کی اس اکائی میں متن کی

نوعیت کے مطابق ترجے کے عمل میں مختلف مراحل کو پیش کیا گیا ہے۔

ترجہ شدہ مختلف نمونوں کے ذریعے بیواضح کرنے کی کوشش

کی گئی ہے کہ ترجے کے عمل میں اصل متن کا مطالعہ، تجزیہ،

تشکیل، ترسیل، اور مطلوبہ زبان میں از سر نوتخلیق بنیادی

انہیت کے حامل نکات ہیں۔

ترجح كاعمل بمخضرتعارف

تر جمہ ایک زبان کے متن کودوسری زبان میں منتقل کرنے کاعمل ہے۔جس زبان سے تر جمہ کیا جا تا ہے، اسے بنیا دی زبان اور جس زبان میں تر جمہ کیا جا تا ہے، اسے مطلوبہ زبان کہتے ہیں۔ بدظا ہریدایک آسان کا م معلوم ہوتا ہے جسے لغت کی مدد سے انجام دیا جا سکتا ہے۔لیکن عملی طور پرتر جمہ نگار کو بہت ہی دشوار یوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسے ڈکشنری کے علاوہ اور بھی کئی باتوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

ترجمہ لسانی تہذیبی مفاہے کا بھی فریضہ انجام دیتا ہے۔ یعنی جب ہم ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتے ہیں تو جس زبان سے ترجمہ کرتے ہیں، اُس زبان کی تہذیب اور اُس زبان کو بولنے والوں کے انداز فکر کو بھی ہمیں پیشِ نظر رکھنا پڑتا ہے۔ اس لیے ترجمے کے ذریعے ایک تہذیب دوسری تہذیب سے دوشناس ہوتی ہے۔ ترجمے کے ذریعے ایک زبان میں پیش کیے گئے خیالات دوسری زبان تک پہنچتے ہیں اور اس طرح تہذیبوں کا آلیسی لین دین ہوتا ہے۔ ترجمے کے ذریعے ایک زبان کے علمی سرمائے اور ادبی ذخیرے تک رسائی حاصل کرتی ہے۔ اس لیے آج کے دور میں ترجمے کی ضرورت ترجمے کے ذریعے ایک زبان دوسری زبان کے علمی سرمائے اور ادبی خشیت اختیار کرچکا ہے اور اسے ایک علاحدہ مضمون کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ اور اہمیت ماضی کے مقابلے میں بڑھگی ہے۔ آج ترجمہ ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کرچکا ہے اور اسے ایک علاحدہ مضمون کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ ترجمہ کے ممل کو سیکس بھی اضافہ ہوا ہے اور 'دمشینی ترجمے کے گئی کو بھی آغاز ہو چکا ہے۔ ان باتوں پراگلے یونٹ میں روشنی ڈالی جائے گی۔ یہاں ہم ترجمے کے ممل کو سیمجھنے کے لیفیض کی ایک نظم اور اس کے انگریزی ترجمے پر نظر ڈالتے ہیں:

تنهائي

پھر کوئی آیا دل زار! نہیں کوئی نہیں
راہ رَو ہوگا، کہیں اور چلا جائے گا
وُھل چکی رات، بھرنے لگا تاروں کا غبار
لڑکھڑانے لگے ایوانوں میں خوابیدہ چراغ
سوگئی راستہ تک تک کے ہر اک راہ گزار
اجنبی خاک نے دھندلا دیے قدموں کے سراغ
گل کرو شمعیں، بڑھادو ہے و مینا و ایاغ
اینے بے خواب کواڑوں کو مُقفَّل کرلو
اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا
اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا



فيض احر فيض (1911-1984)



محمد ذاکرنے اس نظم کا ترجمہ Loneliness کے نام سے کیا، جو درج یل ہے:

Loneliness

My grieving heart, Is there anyone, here, again? No one! Might be a passer-by, He will go somewhere else The night has sunk And the dusty stars are to disperse soon; Flickering lamps droop down In palatial halls; Every pathway has fallen asleep Tired of a long expectant wait; Alien dust has dimmed every footmark Put out these candles, Set aside this wine, flask and cup, Bolt your sleepless doors, No one will come here, now! No no one, No one!

(Faiz Ahmad Faiz)



فیض کی نظم بنیادی زبان کامتن ہے اور اس کا انگریزی ترجمہ مطلوبہ زبان میں اس کی از سرنو پیش کش ہے۔ اب کچھ در کے لیے فیض کی نظم کے اصل متن کو بھول کرنظم کے انگریزی ترجمے کو نور سے پڑھیے۔ آپ کو اس ترجمے میں بھی ایک حسن محسوس ہوگا۔

انگریزی ترجمے کو نور سے پڑھیے۔ آپ کو اس ترجمے میں بھی ایک حسن محسوس ہوگا۔

یا در کھیے، اچھا ترجمہ ایک تخلیق ممل ہے۔ ترجمہ نگار متن کا مطالعہ کرتا ہے، اس کی قدر شناسی کرتا ہے اور پھر اسے تخلیق کرتا ہے۔ اس طرح ترجمہ مطالعے، تعبیر، قدر شناسی اور مطلوبہ زبان میں متن کی از سرنو تخلیق (Re-writing کا مطالعہ نبیاں رکھتے وہ مطالعہ کے ذریعے اصل تخلیق کا اطف اٹھا سکتے ہیں۔

''ترجمہ نے ہرعہد میں نے نے افکار ونظریات کوایک قوم ہے

دوسری قوم تک پنچایا ہے۔ایک تہذیب کو دوسری تہذیب ہے

دوشاس کرایا ہے۔ترجمہ کے ذریعے ایک زبان دوسری زبان کے

اظہارات اس کے مزاج اورنحوی ساخت سے متعارف ہو کراپخا

دوپ بدلتی اور وسعت حاصل کرتی ہے۔اکثر دوسری زبانوں کے

شاہکاروں کا ترجمہ بھی ادیوں کو نئے ادبی میلانوں اورفنی

معیاروں کا احساس دلا کر نئے تجربات پر اکساتا اور نئے ادبی

دیجانات کائر کے شابت ہوتا ہے۔''۔

ریوفیسر قمرر کیس

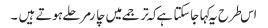
سرگرسی 7.1

انگریزی/ ہندی کی اپنی درسی کتاب کے کسی اقتباس کے انتخاب کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس کا اردو ترجمہ کیجیے۔



22 تخلیقی جو ہر– 2





- بنیادی متن کامطالعه
- بنیادی متن کے معنی کی تعبیر
- ◄ بنیادی متن کے مواداور زبان کی قدرشناسی
 - مطلوبه زبان میں متن کی از سرنوتشکیل

اوپر دی ہوئی مثال کا تجزیہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ مترجم نے نظم کے پہلے مصرعے کا انگریزی ترجمہ تین سطروں میں کیا ہے۔ انگریزی کی پہلی سطر میں میں میں مصرعے کا انگریزی ترجمہ تین سطروں میں کیا ہے۔ انگریزی کی پہلی سطر متن میں grieving heart کھا ہے جس کا اردوتر جمہ ہوگا میرے دل زار ۔ اصل اردومتن میں لفظ میرے نہیں ہے۔ مترجم نے نظم کے مطالع کے بعد یہ تعبیر کی کہ فیض اس نظم میں خود سے یا اپنے دل زار سے مخاطب ہے اور پوری نظم خود کلامی کے انداز میں ہے۔ اس لیے اس نے نظم کی قدر شناسی کا حق ادا کرتے ہوئے اس مصرعے کی از سر نو تفکیل کی اور یہاں میرے کی از سر نو تفکیل کی اور یہاں میرے سے یہ معلوم ہوگیا کہ شاعر خود سے خاطب ہے۔

نظم کا تیسرامصر به ہے ڈھل چی رات ، بھر نے لگا تاروں کا غبار ۔ ڈھل چی رات کے لیے مترجم نے لگا تاروں کا غبار کا تعرورہ کے لیے مترجم نے The Night has Sunk کا ترجمہ ذرامشکل ہے۔ اسے غور وفکر ، تعییر اور قدر شناسی کے بعدا یک نیاروپ دینا ہوگا۔

And the ہو جو بنیادی متن سے زیادہ دور نہ ہو۔ مترجم نے ترجمہ کیا ہے مترجم نے ایسا روپ جو بنیادی متن سے زیادہ دور نہ ہو۔ مترجم نے ترجمہ کیا ہے مترجم نے اس کا اردوترجمہ ہوگا دھند لے تاریک کا غبار کی صفت کا الدون کی جات کا الدون کی جات کی استعال کہ دہ انگریزی فقرہ والے تاریخ کے بیار کی جاورتا روں کی چک ماند پڑگئی ہے۔ اس لیے فیض نے تاروں کا غبار کہا ہے اور اس کے لیے مترجم کا استعال کردہ انگریزی فقرہ فیض نے تاروں کا غبار کہا ہے اور اس کے لیے مترجم کا استعال کردہ انگریزی فقرہ کی کھا تھا جب کھرینے کہ نیش کے فیض نے نہ بھر نے لگا تاروں کا غبار کہا ہے اور اس کے لیے مترجم کا استعال کردہ انگریزی فقرہ کھا تھا جب کہ مترجم نے لگھا ہے کہ مترجم نے لگھا ہے کہ مترجم نے دالا ہے۔ اسل یا بنیادی متن کہ مصرعے کا مطالعہ میں نہ جلد کا لفظ ہے اور نہ ہے کہ غبار بھرنے والا ہے۔ مترجم نے فیض کے مصرعے کا مطالعہ میں نہ جلد کا لفظ ہے اور نہ ہے کہ غبار بھرنے والا ہے۔ مترجم نے فیض کے مصرعے کا مطالعہ میں نہ جلد کا لفظ ہے اور نہ ہے کہ غبار بھرنے والا ہے۔ مترجم نے فیض کے مصرعے کا مطالعہ میں نہ جلد کا لفظ ہے اور نہ ہے کہ غبار بھرنے والا ہے۔ مترجم نے فیض کے مصرعے کا مطالعہ میں نہ جلد کا لفظ ہے اور نہ ہے کہ غبار بھر نے والا ہے۔ مترجم نے فیض کے مصرعے کا مطالعہ میں نہ جلد کا لفظ ہے اور نہ ہے کہ غبار بھو کے دوالا ہے۔ مترجم نے فیض کے مصرعے کا مطالعہ میں نہ جاری میں کے دور کے دور کے دور کے میں کا مطالعہ کی کو میں کے دور کی خبار کی خبار کو کا مطالعہ کی کے دور کی کے دور کے کی میں کے دور کے دی کے دور کے دور





123 II - ترجمه

کیا۔اُس کی تعبیر اور قدر شناسی کے بعد جو پیکر ذہن میں ابھرا، جوتصویر ذہن میں بنی۔اس کی از سرنوتشکیل کردی۔ یہ پیکر فیض کے تشکیل کردہ پیکر کو بالکل سیجے طور پر بیان کر رہا ہے۔اگر مترجم نے دیکٹر فیض کے تشکیل کردہ پیکر کو بالکل سیجے طور پر بیان کر رہا ہے۔اگر مترجم نے دیکٹر فیض کے لیے Start dispersing ککھا ہوتا تو وہ خوبی پیدا نہ ہوتی جواب نظر آرہی ہے۔

ساتویں مصرعے کی طرف بھی توجہ تیجیے۔مصرعہ ہے: 'گل کروشمعیں، بڑھا دومے و مینا وایاغ' کل کروشمعیں' کے لیے مترجم نے Put out these candles کھا۔تر جمے کاحق ادا ہوگیا۔اب'بڑھا دومے و مینا وایاغ' کا ترجمہ کرنا ہے تو یہاں مطالعہ اور تعبیر دونوں سے کام لے کر بید فیصلہ کرنا ہوگا کہ اردو تہذیب میں 'بڑھانا' کا لفظ کسی چیز کو ہٹانے یا بند کرنے کے معنی میں بھی استعال ہوتا ہے۔مثلاً شام کو دکان بند کرتے وقت میں کہا جاتا ہے کہ دکان بڑھا دو۔ یہاں مترجم نے بڑھا دوکی اس تہذیبی معنویت کی تعبیر کے بعداس کے لیے مرادی معنی Set aside کا لفظ استعال کیا تین سامنے سے ہٹا دو۔

آپ نے دیکھا کہ س طرح ایک اچھا ترجمہ تخلیقی عمل بن جاتا ہے اوراصل کا مزہ دیتا ہے۔ متن مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔اس اعتبار سے ترجے میں بھی کیساں اصول کا رفر مانہیں ہوں گے۔ ترجمہ کے عمل کی مختلف نوعیت اور درجے ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے سائنسی موضوع پرایک انگریزی متن اوراس کا اردوتر جمہ دیکھیے۔

We know that particles of matter are always moving and are never at rest. At a given temperature in any gas, liquid or solid, there are particles with different amount of kinetic energy. In the case of liquids, a small fraction of particles at the surface, having higher kinetic energy, is able to break away from the forces of attraction of other particles and gets converted into vapour. This phenomenon of change of liquid into vapours at any temperature below its boiling point is called evaporation.

اردوتر جمه

'ہم جانتے ہیں کہ مادّے کے ذرّات ہمیشہ حرکت میں ہوتے ہیں اور بھی بھی ساکت نہیں رہتے ہیں۔ دیے گئے درجۂ حرارت پر کسی بھی گیس، رقیق یا ٹھوں ذرّات مختلف حرکی توانائی کے حامل ہوتے ہیں۔ رقیق میں سطح پر موجود ذرات کا



124 تخليقي جو بر- 2



غاتب (1797-1869)

چھوٹا سا حصہ جن کی حرکی توانائی زیادہ ہوتی ہے، دوسرے ذرّات کی قوّتِ کشش کوتوڑ کر علیحدہ ہوجاتے ہیں اور ابخارات میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ اپنے نقطۂ اُبال سے نیچ کسی بھی درجۂ حرارت پرایک رقیق کا ابخارات میں تبدیل ہونے کا عمل تبخیر کہلاتا ہے'۔

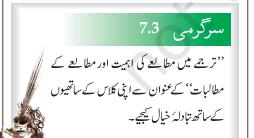
یہ متن تکنیکی تحریر کا ایک نمونہ ہے اور اس کے ترجے میں مخصوص مسائل در پیش ہوں گے۔ تکنیکی تحریر کی زبان مختلف ہوتی ہے۔ اس میں تکنیکی الفاظ اور اصطلاحیں استعال ہوتی ہیں۔ تکنیکی تحریر کے ترجے میں تکنیکی تفظوں کو تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً اس ترجے میں انگریزی لفظ Temperature کے لیے درجہ حرارت، Kinetic Energy کے بناؤل اس ترجے میں لیے حرکی توانائی، Vapour کے لیے ابخارات، Boiling Point کے لیے نقطہ اُبال اور حرکی توانائی، تعامل کے لیے عمل بخیر کا استعال کیا گیا ہے۔ بیسائنسی اصطلاحیں ہیں اور من کا اردوتر جمہ متعقین ہے۔ اصطلاحات کا ترجمہ کرتے وقت ان کا مفہوم ہمجھ کراپی طرف سے کوئی نیا لفظ نہیں دیا جاتا بلکہ اس علم کے لیے مخصوص اصطلاح استعال کی جاتی ہے۔ مثلاً عامل کی جاتی ہے۔ کوئی دیا کہ استعال کی جاتی ہے۔ کوئی دیا لفظ بھی رائے ہے لیکن یہاں اس کے لیے مثلاً عصوص اصطلاح ستعال کی جاتی ہوگی۔

صحافتی متن کا ترجمه علمی اوراد بی متن کے ترجمے سے مختلف ہوتا ہے۔اخبارات کے لیے تیزی سے اور مقرّ رہ وقت میں خبروں کا ترجمہ کرنا ہوتا ہے۔خبروں کا مترجم کوشش کرتا ہے کہ عبارت کا لفظ بہلفظ ترجمہ کر دیا جائے۔وہ مفہوم کو کم سے کم الفاظ میں بیان کرنے اور اُسے واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

کسی اد بی متن مثلاً اشعار کا ترجمه کرتے وقت مختلف قتم کی پیچید گیاں سامنے آتی ہیں۔مثلاً غالب کا پیشعر پڑھیے:

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

اگراس شعر کا ترجمہ کرنامقصود ہوتو سب سے پہلے اس کا بار بار مطالعہ کرنا ہوگا۔ اس کا مفہوم ذہن نشیں کرنا ہوگا اس کی قدر شناسی کرنی ہوگی ، آدمی اور انسان کے تہذیبی فرق کو سمجھنا ہوگا ، ان کے مناسب انگریزی متبادل تلاش کرنے ہوں گے ، پھر اس کے بعد اسے از سرنو تشکیل کرنا ہوگا ۔ تشکیل کرنا ہوگا ۔ تشکیل کرنا ہوگا۔ تشکیل کرنا ہوگا۔ تشکیل کرنا ہوگا۔





125 II-ترجمه

اس طرح ہم میہ کہدسکتے ہیں کنظم یا شعرایک جذباتی تجربہ ہوتا ہے۔ اس تجربے کی از سر نوتشکیل کرنا اور اسے کسی دوسری زبان میں بیان کرنا مترجم کے لیے ایک دشوار گزار عمل ہوتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ آپ جگر مراد آبادی کی غزل کے اس شعر کا ترجمہ کرکے دیکھیے۔

ترا مانا، ترا نہیں مانا اور جنّت ہے کیا جہنم کیا

اس سے بہل ہم نے فیض کی نظم کے ترجے میں دیکھا کہ شاعر نے شعوری طور پر کچھ خصوص الفاظ اور اظہار کے اسالیب کا انتخاب کیا تا کہ ایک خاص جذباتی تاثر قائم کر سکے لیکن کسی دوسری زبان میں اس کا لفظ بہ لفظ ترجمہ مشکل سے ہی اس جذباتی تاثر کو قائم کر سکے گا جو شاعر کو مطلوب ہے۔ چنا نچہ یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ترجمہ از سرنو تشکیل کا عمل ہے اور یہ کہ ترجمہ شدہ متن محض اصل متن کی نقل نہیں ہوتا۔ ترجمہ کی ایک اور مثال دیکھیے جس میں کمار گندھرو کے تحریر کر دہ ہندی مضمون ترجمے کی ایک اور مثال دیکھیے جس میں کمار گندھرو کے تحریر کر دہ ہندی مضمون دیکھیے۔

भारतीय गायिकाओं में बेजोड़ — लता मंगेशकर

मेरा स्पष्ट मत है कि भारतीय गायिकाओं में लता के जोड़ की गायिका हुई ही नहीं। लता के कारण चित्रपट संगीत को विलक्षण लोकप्रियता प्राप्त हुई है, यही नहीं लोगों का शास्त्रीय संगीत की ओर देखने का दृष्टिकोण भी एकदम बदला है। छोटी बात कहूँगा। पहले भी घर—घर छोटे बच्चे गाया करते थे पर उस गाने में और आजकल घरों में सुनाई देने वाले बच्चों के गाने में बड़ा अंतर हो गया है। आजकल के नन्हे—मुन्ने भी स्वर में गुनगुनाते हैं। क्या लता इस जादू का कारण नहीं है? कोकिला का स्वर निरंतर कानों में पड़ने लगे तो कोई भी सुनने वाला उसका अनुकरण करने का प्रयत्न करेगा। ये स्वाभाविक ही है।

– कुमार गंधर्व





^{تخ}لیقی جو ہر- 2



كمارگندهرو (1992-1924)

یے مثال گلوکارہ ۔ لتامنگیشکر

میں بلا جھبک کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستانی گلوکاراؤں میں لتا کے مقابلے کی کوئی گلوکارہ نہیں ہوئی۔ لتا کی وجہ سے فلمی سنگیت کو حیرت انگیز مقبولیت حاصل ہوئی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ کلا سیکی موسیقی کے سلسلے میں لوگوں کا زاویۂ نظر بھی بدل گیا۔ پہلے بھی گھر گھر چھوٹے بچے گلا سیکی موسیقی کے سلسلے میں لوگوں کا زاویۂ نظر بھی بدل گیا۔ پہلے بھی گھر گھر چھوٹے بیچ گئی تا کی جانے والے گانوں میں بڑا فرق نظر آتا ہے۔ آج کل کے نضے منے بھی سُر میں گانے لگے ہیں۔ کیا بیاتا کا جادونہیں فرق نظر آتا ہے۔ آج کل کے نضے منے بھی سُر میں گانے سے وسنے والا اس کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ فطری امر ہے۔

(ہندی سے ترجمہ)

موريجي:

اردومتر جم نے ترجے کو تخلیق کاروپ دینے کے لیے عبارت کا لفظ بہ لفظ ترجم نہیں کیا بلکہ متن کی تفہیم کے بعداس کا از سر نوشکیل کی ۔ جیسے ہندی عبارت کا آغاز है स्वास स्वास स्वास कर متن کی تفہیم کے بعداس کا اردوتر جمہ ہوگا' صاف طور پر میری رائے ہے'۔ تاہم بیتر جمہ اردو تہذی یہ سے ہوتا ہے ۔ اس کا اردوتر جمہ ہوگا' صاف طور پر میری رائے ہے'۔ تاہم بیتر جمہ اردو تہذی بہد کی تہذیب سے مطابقت نہیں رکھتا اس طرح یہ جملہ اردوروز میں جملے کی ساخت کے اعتبار سے چوں کہ زیادہ فرق نہیں بھی توجہ کیجھے کہ ہندی اور اردو میں جملے کی ساخت کے اعتبار سے چوں کہ زیادہ فرق نہیں ہوگی ۔ ہندی کے بہدی کے اس لیے متر جم کو ہندی متن کو اردو کا روپ دینے میں خاصی آ سانی ہوئی ۔ ہندی کے بعض مشکل الفاظ جیسے اکو اردو کا روپ دینے میں خاصی آ سانی ہوئی ۔ ہندی کے بعض مشکل الفاظ جیسے اکو اور القادی ایسارنگ روپ دے دیا کہ اب یہ متن اردو متن اردو متن اردو متن اردو تا ہے۔

ترجے کی عمل کی تفہیم کے لیے اردو کے معروف افسانہ نگار سعادت حسن منٹو کے مشہور افسانے 'ٹوبہ ٹیک سنگھ' سے ماخوذ ایک اقتباس اور اس کا انگریزی ترجمہ دیا جارہا ہے۔ آپ دیکھیے کہ انگریزی ترجمہ نگارنے اس عبارت کو انگریزی زبان کے مزاج کے مطابق اس طرح نیارنگ دیا ہے کہ انگریزی متن ترجمہ نہیں اصل عبارت معلوم ہوتا ہے۔



127 II- ترجمه

ٹو بہ ٹیک سنگھ

پاکستان اور ہندوستان کا قصّہ شروع ہوا تو اس نے دوسرے پاگلوں سے بوچھنا شروع کیا کہٹو بہٹیک سنگھ کہاں ہے۔ جب اطمینان بخش جواب نہ ملا تو اس کی کرید دن بدن بڑھتی گئی۔ اب ملاقات بھی نہیں آتی ہے۔ پہلے تو اسے اپنے آپ پتا چل جاتا تھا کہ ملنے والے آرہے ہیں۔ پراب جیسے اس کے دل کی آواز بھی بند ہوگئ تھی جواسے ان کی آمد کی خبردے دیا کرتی تھی۔

اس کی بڑی خواہش تھی کہ وہ لوگ آئیں جو اس سے ہمدردی کا اظہار کرتے تھے۔اوراس کے لیے پھل مٹھائیاں اور کپڑے لاتے تھے۔وہ اگران سے بوچھتا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کہاں ہے تو یقیناً اُسے بتادیتے کہ پاکستان میں ہے یا ہندوستان میں ۔ کیوں کہاس کا خیال تھا کہ وہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ہی سے آتے ہیں جہاں اس کی زمینیں ہیں۔

تبادلے میں پچھدن پہلے ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ایک مسلمان جواس کا دوست تھا ملاقات کے لیے آیا۔ پہلے وہ بھی نہیں آیا تھا۔ جب بشن سنگھ نے اسے دیکھا تو ایک طرف ہٹ گیا اور واپس جانے لگا مگر سپاہیوں نے اسے روکا'' بیتم سے ملنے آیا ہے۔تمھارا دوست فضل دین ہے۔''

بشن سنگھ نے فضل دین کوایک نظر دیکھا اور کچھ ہڑ ہڑانے لگا۔فضل دین نے آگے بڑھ کراس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔''میں بہت دنوں سے سوچ رہاتھا کہتم سے ملول کیکن فرصت ہی نہ ملی تمھارے سب آ دمی خیریت سے ہندوستان چلے گئے تھے۔ مجھ سے جتنی مدد ہوسکی میں نے کی تمھاری بٹی روپ کور۔۔۔

> وہ کچھ کہتے کہتے رُک گیا۔بشن سکھ کچھ یاد کرنے لگا۔ ''دبٹی روے کور''۔

فضل دین نے رک رک کرکہا۔''ہاں......وہ.....وہ بھیٹھیکٹھا ک ہے۔ان کےساتھ ہی چلی گئ تھی۔''

بشن سنگھ خاموش رہا۔ فضل دین نے کہنا شروع کیا۔''انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تھھاری خیریت پوچھتار ہوں۔اب میں نے سُنا ہے کہتم ہندوستان جارہے ہو۔۔ بھائی بلبیر سنگھ اور بھائی ودھاوا سنگھ سے سلام کہنا۔اور بہن امرت کور سے بھی بھائی بلبیر سے کہنا فضل دین راضی خوشی ہے۔...۔اور۔اور میرے لائق جو خدمت ہو کہنا، میں ہروقت تیار ہوں ...۔۔اور میرے لائا ہوں۔''

بشن سنگھ نے مرونڈوں کی پوٹلی لے کر پاس کھڑے سپاہی کے حوالے کر دی اور فضل دین سے پوچھا' داٹو بہٹیک سنگھ کہاں ہے؟''

فضل دین نے قدرے حیرت سے کہا'' کہاں ہے؟ - وہیں ہے جہاں تھا۔'' بشن سنگھ نے یو چھا'' یا کستان میں یا ہندوستان میں؟''



سعادت حسن منٹو (1955-1912)



'' ہندوستان میں نہیں نہیں پاکستان میں ۔'' فضل دین بوکھلا سا گیا۔بشن سنگھ برٹر بڑا تا ہوا چلا گیا۔او پڑوی گڑ گڑ دی اینکس دی دھیانا دی منگ دی وال آف دی یا کستان اینڈ ہندوستان آف دی در فئے منہ۔''

سعادت حسن منٹو

Toba Tek Singh

When the India-Pakistan caboodle started Bishan Singh often asked the other inmates where Toba Tek Singh was. Nobody could tell him. Now even the visitors had stopped coming. Previously his sixth sense would tell him when the visitors were due to come. But not anymore. His inner voice seemed to have stilled. He missed his family, the gifts they used to bring and the concern with which they used to speak to him. He was sure they would have told him whether Toba Tek Singh was in India or Pakistan. He also had the feeling that they came from Toba Tek Singh, his old home.

A few days before the exchange was due to take place, a Muslim from Toba Tek Singh who happened to be a friend of Bishan Singh came to meet him. He had never visited him before. On seeing him, Bishan Singh tried to slink away, but the warder barred his way. "Don't you recognize your friend Fazal Din?" he said. "He has come to meet you." Bishan Singh looked furtively at Fazal Din, then started to mumble something. Fazal Din placed his hand on Bishan Singh's shoulder. "I have been thinking of visiting you for a long time," he said. "But I couldn't get the time. Your family is well and has gone to India safely. I did what I could to help. As for your dughter, Roop Kaur"-- he hesitated-- 'She is safe too in India."

Bishan Singh kept quiet. Fazal Din continued: "Your family wanted me to make sure you were well. Soon you'll be moving to India. Please give my salaam to bhai Balbir Singh and bhai Wadhawa Singh and bahain Amrit Kaur. Tell Balbir that Fazal Din is well. Say I think of them often and to write to me if there is anything I can do."

Then he added "Here, I've brought some plums for you."

Bishan Singh took the gift from Fazal Din and handed it to the guard. "Where is Toba Tek Singh?" he asked.

"Where? Why, it is where it has always been."

"In India or Pakisan?"

"In India O no, in Pakistan."

Without saying another word, Bishan Singh walked away, muttering "Uper the gur gur the annexe the bay dhyana the mungh the dal of the Pakistan and India dur fittey moun."

(Translated by Urdu)

ترجمے کے استخلیقی عمل کی مکمل تفہیم کے لیے اس کے اہم نکات پر تفصیل سے غور کرتے ہیں۔



ترجمہ II – ترجمہ